JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

جوش کی نثر کا ادبی و لسانیاتی تناظر

Dr.khadim Hussain Rai

Assistant Professor of Urdu &Head of department Urdu Govt Shah Hussain College Chung Lahore

khadimrai@gmail.com

Dr. Munawar Amin

Assistant professor Department of Urdu Institute of Southern Punjab Multan

drmunawaramin143@gmail.com

Muhammad Imran Haider

(Bs Urdu Institute of southern Punjab Multan)

Hussains638@gmil.com

Muhammad Zaheer

Ph.D. Scholar Lahore Leads University, Lahore

E-mail; zaheerkashir@gmail.com

ABSTRACT

The writing style of an author implies his choice of diction, dialect, figures of speech and the structure of his language. It is influenced and formulated by author's age, society, civilization, environment, literary traditions, educational background, surroundings and secondary languages. The linguistic approach which deals in the study of a writing style is called stylistics. In this article we will discuss literary & linguistic analysis of Josh prose. During the literary& linguistic study first we focus on literary contribution of Josh prose. In linguistic analysis. We will focus on phonetic, sayntaxtic and semantic analysis. Josh Maleeh Abadi used these linguistic deviations to create musicality, melody and enchanting effect. His style is embellished with captivating diction, spell-bounding structure and impressive purity of thought.

Keywords: Dialect,civilization, educational background, linguistic, josh prose, embellished, captivating.

جوش ملیح آبادی اردو ادب کی تاریخ میں ایک شاعر کی حیثیت سے منفرد مقام رکھتے ہیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ جوش کے ناقدین اور شارحین اسے بہ طور شاعر کے ہی پرکھتے اور اہمیت دیتے رہے ہیں لیکن اس پرکھ کے باوجود نثر تو نثر شاعری میں بھی کوئی خاص رتبہ نہ دلا سکے جو ان کی شایان شان تھا۔ ان کا نثری سرمایہ جو "روح ادب" سے لے کر "یادوں کی برات ،مقالات جوش، مکاتیب جوش، اشارات اور مکالمات جوش و راغب" تک پھیلا ہوا ہے اس کی طرف ان کے ناقدین کی توجہ بہت کم رہی ہے۔ جوش کی نثر کے موضوعات میں ادب، فلسفہ، سیاست، سماج، معیشت، نفسیات اور مذہب شامل ہیں۔ ان کی انشاء پردازی ان نثر پاروں میں دیکھنے کے لائق ہے۔ ان موضوعات کے اتنے بلیغ اور منفرد ہیں اور ان کو بیان کرنے کی وہ صلاحیت رکھتے ہیں وہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ ان موضوعات کے علاوہ وہ زبان اور لسانیات کی باریکیوں اور الفاظ کے اسرار و رموز سے بھی آشنا ہیں۔ جوش کے نثری موضوعات پر ڈاکٹر عبادت بریلوی کے تاثرات قابل غور ہیں:

"وہ فلسفے کے بہت بڑے عالم ہیں اور مختلف فلسفیانہ مسائل پر غور و فکر ان کا محبوب مشغلہ ہے انھیں تاریخ سے دل چسپی ہے اور تاریخ کے فلسفے پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ عمرانیات کا بھی انھوں باقاعدہ مطالعہ کیا ہے وہ معاشی، معاشرتی، تہذیبی اور ثقافتی زندگی کے نشیب و فراز کو عالمانہ زاویہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ علم

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

نفسیات کے مختلف پہلوؤں پر انھوں نے غور وفکر کیا ہے اور وہ انفرادی اور اجتماعی نفسیات کے تمام پہلوؤں کا گہرا شعور رکھتے ہیں۔ وہ ادب اور جمالیات کے بھی بہت بڑے عالم ہیں اور اس کے تمام اسرار ورموز ان کے سامنے پوری طرح بے نقاب ہیں۔ وہ زبان کے بہت بڑے مزاج داں ہیں اور لسانیات کے مختلف مسائل کے سمجھنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، جوش صاحب کو ان علوم سے ہمیشہ دل چسپی رہی ہے اور وہ ان سب پر ایسی گفتگو کرتے ہیں جس کو سن کر ان علوم کے پروفیسر بھی عش عش کرتے ہیں"(۱)

ڈاکٹر عبادت بریلوی نے جس طرح جوش کے علمی قد وقامت کو بیان کرنے کی سعی کی ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک فلسفی، مورخ، ماہر عمرانیات، نفسیات دان، ادب اور جمالیات کا عالم اور زبان اور لسانیات کے اسرار ورموز سے واقف تھے۔ ان کی رائے اپنی جگہ بجا ہے لیکن قرین حقیقت سے میل نہیں کھاتی ہے جب غیر جانبدار رہ کر ان کی نثر کا تجزیہ کیا جائے تو مذکورہ بالا علوم کی جھلک ان کی نثر میں ضرور نظر آتی ہے۔ جوش ان علوم کے ماہر نہ سہی مگر انھیں ان علوم کا ادراک ضرور تھا جس سے کوئی بھی ناقد انکار نہیں کر سکتا ہے۔ جوش کی نگارشات اس لائق تھیں اور ہیں کہ ان کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور ان کے درست اور صحیح مقام کا تعین کیا جائے۔ جوش کے ناقدین نے حد سے زیادہ ان پر تنقید کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیش تر ناقدین نے ان کے نثری ادب پر اتنی توجہ نہیں دی ہے جس کے مستحق تھے۔ جوش کے نثری ادب پر تنقید زیادہ تر تاثراتی ہے یا پھر ان پر کی جانے والی تنقید سے اخذ واستفادہ سے آگے نہیں ہے۔ جوش کی وفات کے بہت عرصہ بعد ہندوستان اور پاکستان میں جوش پر مختلف ادبی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ ان مجالس میں ان کی نثر کا از سر نو جائزہ لینے کا عمل شروع ہوتا ہے۔ ان مجالس میں تنقید، تحقیق اور لسانیات کے جید عالم ان پر اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔ ان میں پروفیسر رشید حسن خاں، ڈاکٹر گیان چند، ڈاکٹر خلیق انجم، ڈاکٹر محمد علی صدیقی اور ڈاکٹر خلیل احمد بیگ قابل ذکر ہیں۔ ان کی آرا جوش کی نثر کے بارے میں متوازن، معتبر اور قرین حقیقت معلوم ہوتی ہیں۔ جوش کا ایک خاص لسانی مزاج تھا جس کے تابع انھوں نے اپنی تحریریں رقم کیں۔ بے باکی، انانیت، جملہ بازی، ظرافت، راست گوئی اور احساس جمالیات جیسی خصوصیات سے بھرپور نثر انھیں منفرد انشاء پرداز کے روپ میں پیش کرتی ہے۔ جوش کی خود نوشت "یادوں کی برات" کی انشاء پردازی پر ڈاکٹر گیان چند کی رائے قابل غور ہے:

"میری رائے میں یہ اردو کی بہترین خود نوشت سوانح ہے اس میں ایک بڑی زندہ شخصیت ابھرتی ہے جس کے عیوب اس کی بڑائی ہیں۔ صرف اس کتاب کی وجہ سے جوش کو صف اول کے انشاء پردازوں وجہی، امن، سرور، محمد حسین آزاد، ابوالکلام، نیاز اور رشید احمد صدیقی وغیرہ کے ساتھ جگہ دی جائے گی"(۲)

ڈاکٹر گیان چند نے اس بیان میں اپنی تحقیقی نظر اور تنقیدی بصیرت سے کام لیتے ہوئے جوش کو اردو کے نامور انشاء پردازوں کی صف میں جگہ دی ہے۔ جوش کے اس رنگ کو اردو تحقیق کے نہایت معتبر نام پروفیسر رشید حسن خاں ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"مولانا آزاد کی نثر پڑھتے وقت بہت سے مقامات پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ اشعار کی پیوند کاری کی گئی ہیں۔ 'غبار خاطر' میں تو کثرت اشعار نے جگہ جگہ نثر کو چھلنی کر دیا ہے۔ کئی جگہ صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عمدہ شعر یاد آ گیا اور پھر اس کو کھپانے کے لیے عبارت آرائی کی گئی ہے۔ جوش کی نثر میں یہ خامی نہیں، لکھنے والا بلا تکلف لکھتا چلا گیا ہے۔ یہ نہیں ہوا کہ پہلے لفظوں کا پرا جمایا، پھر ان کو گن گن کر نکالا اور ادھر اُدھر تانک دیا۔"(۳)

مذکورہ بالا رائے میں رشید حسن خاں نے جوش اور ابوالکلام کی نثر کا موازنہ پیش کرتے ہوئے جوش کی نثر کو رواں اور انشاء پردازی کا عمدہ نمونہ قرار دیا ہے جب کہ "غبار خاطر" کے مصنف کو آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ انھوں نے "غبار خاطر" پر تین بنیادی اعتراضات کیے ہیں اس میں اشعار کی پیوند کاری، اشعار کی کثرت سے عبارت کے حسن میں کمی اور عمدہ اشعار کو کھپانے کے لیے عبارت آرائی کی گئی ہے۔ مگر اس کے برعکس جوش کی نثر ان عیوب سے پاک ہے۔ جوش کی خود نوشت سوانح میں کہیں بھی پیوند اور عبارت آرائی نظر نہیں آتی ہے جوش کا یہی طرز انھیں اور ان کی انشاء پردازی کو اردو ادب میں خاص مقام عطا کرتا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں رشید حسن خاں سرور اور جوش کی نثر کا تقابل بھی پیش کرتے ہیں جس سے جوش کی نثر کے خصائص مزید کھل کر سامنے آتے ہیں، ان کی رائے دیکھیے:

"دل کشی ان کی نثر کا خاص وصف ہے، اس کے باوجود ان کی خود نوشت سوانح عمری "خواب باقی ہیں" بے کیف انداز تحریر کی اچھی مثال ہے، "یادوں کی برات" کو پڑھ کر اس کتاب کو پڑھا جائے، تو اندھیرے اجالے کا فرق سامنے آ جائے گا جب کہ جوش بنیادی طور پر شاعر تھے اور سرور صاحب اصلاً نثر نگار ہیں"۔(۴)

پروفیسر رشید حسن خاں نے جوش اور سرور کی خود نوشت سوانح عمریوں کا تقابل پیش کیا ہے اور اس تجزیے کی بنیاد پر جوش کو سرور پر فوقیت دی ہے۔ یہ تفاوق اور برتری محض تاثرات پر مبنی نہیں ہے بل کہ حقائق کی کٹھالی اور انگیٹھی پر ڈالنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ انھوں نے دل کشی کے باوجود سرور صاحب کی نثر کو "بے کیف انداز تحریر کی اچھی مثال

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

قرار دیا ہے۔انھوں نے جوش اور سرور صاحب کی نثر کو دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ صادر کیا ہے کہ ان دونوں کی تحریروں میں ''اندھیرے اور اجالے'' جتنا فرق ہے گویا جوش کی نثر ہر اعتبار سے معیاری ہے اور اس کے اندر ایک صاحب طرز ادیب کی خوبیاں موجود ہیں۔ان اساتذہ ادب کی آرا کے بعد یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جوش کی تربیت ایک خاص ماحول میں ہوئی تھی جو زبان کے جملہ مسائل سے نا صرف واقف تھے بل کہ اس کے ماہر بھی تھے۔ جس کی وجہ سے ان کے مزاج میں لسان اور لسانی رموز میں خاص مہارت پیدا ہو گئی تھی۔ مزید بر آں اوودھ اور لکھنو کی تہذیب کے اثرات بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔

مادری زبان اور مقامی بولیوں پر قدرت نے انھیں ایک مخصوص لسانی مزاج کا حامل بنا دیا تھا۔ان کے اس خاص رنگ کا ارتقا ادبی زبان کی شکل میں سامنے آتا ہے۔لسانی مزاج کسی تخلیق کی فن کارانہ صورت ہے اور اس مزاج کی وجہ سے کوئی بھی ادیب صاحب اُسلوب بنتا ہے یہی مزاج اس کو دوسرے ادیبوں سے منفرد کرتا ہے، کسی ادیب یا شاعر کے اُسلوب کی تشکیل میں اس کے تخلیقی اور فن کارانہ لسانی مزاج کی ہی کارفرما ہوتا ہے۔لسانی مزاج نہ تو پہلے سے طے شدہ ہوتا ہے اور نہ خلقی و موروثی بل کہ کلیۃً اکتسابی اور ماحول کا پیدا کردہ ہوتا ہے جس کا اکتساب پہلے پہل رسمی اور پھر غیر رسمی طور پر عمل میں آتا ہے۔

جوش کی نثری دستاویزات کو ان کے لسانی مزاج، عہد، تہذیب اور مقامی معاشرت کے لحاظ سے دیکھتے ہوئے ان کے نثری سرمائے کا لسانیاتی اور اسلوبیاتی تجزیے سے ان کی نثر کے نمایاں خصوصیات کی نشان دہی ممکن ہے۔ عموماً اس طرز کے تجزیے صوتیاتی، لفظیاتی، نحویاتی اور معنیاتی حوالوں سے پیش کیے جاتے ہیں۔اس مقالا میں ہم ان کی نثر کے تین بنیادی پہلوؤں یعنی صوتی، نحوی اور معنیاتی کے ذریعے ان کی نثر کے جدت پر مبنی کلامیوں اور ندرت پر مبنی بیانیوں کے ذریعے ان کے متن کے خصائص کی نشان دہی کرتے ہیں تا کہ یہ تجزیے ان کے مقام و مرتبہ کے تعین میں معاون ثابت ہوں سکیں اور خالص سائنسی بنیادوں پر ان کے متن کی تفہیم و تعبیر ممکن ہو سکے۔

ا۔صوتی تجزیہ

(الف)صوتی رمزیت: (Sound Symbolism)

صوتی سطح پر جوش ملیح آبادی کے اُسلوب کی ایک نمایاں خصوصیت صوتی رمزیت(Sound Symbolism) ہے جس میں الفاظ کی صوتی ساخت اور صوتی دروبست سے ان کے معنی کا اظہار ہوتا ہے:

''اگر یہ آپ کے گھر میں موجود تو پھر مفلسی، مایوسی، محرومی، معذوری، مجبوری اور موت تک آپ کا دروازہ نہیں کھٹکھٹا سکتی۔''(۴)

''اوہو جھومتی، جھمکتی، جھولتی، جھر جھراتی، جھم جھماتی، جھم جھم برستی جوبن والی، جونٹی برسات، گھپ اندھیروں اور گھنگھور گھٹاؤں کی چھاؤں میں گھرتی، گھومتی، گھمرتی، گنگناتی، لمکتی، گاتی، گرجتی، گونجتی، گھڑگھڑاتی، گھونگروالی برکھا۔''(۵)

اس اقتباس میں برسات کے حوالے سے دیکھا جائے تو ''جھ'' کی آواز چھے بار ''ج'' کی آواز دوبار ''گھ'' کی آواز آٹھ بار اور ''گ'' کی آواز پانچ بار آئی، آگ کی آواز میں خاص لطف اور حرکت کرنے اور برسات کی گھٹاؤں کے گرجتے اور ان کی پُرکشش حرکت اور مناظر کا مفہوم واضح ہوتا ہے ''گھ'' کی آواز دراصل برسات چھا جانے والے بادلوں سے گھٹا ٹوپ اندھیرے اور اس میں برسات کی بوچھاڑ کے منظر کو پیش کرتی ہے:

''اناروں کی رنگین اور طلسمی جگمگاہٹوں کے ساتھ ساتھ شائیں شائیں، غائیں غائیں، غوں غوں، سرسر، سراٹ، دھم دھم دھماک، تڑتڑ، تڑاق اور شرشر، شراق سے دور تک ایک قیامت خیز ہنگامہ برپا ہو جایا کرتا تھا۔''(۶)

(ب) تجنیس صوتی(Alliteration):

تجنیس صوتی کیا ہے؟ یہ ایسی آواز ہے جو کسی جملے یا فقرے میں دو یا دو سے زیادہ قریب الواقع الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ قریب الواقع الفاظ ہی آواز سے شروع ہوتے ہیں۔ان کی موجودگی تخلیق میں منفرد صوتی آہنگ پیدا کرتی ہے۔ جوش کی نثر میں ہمیں ان آوازوں کا غالب حصہ دکھائی دیتا ہے جو ان کی نثر کی جدت اور ندرت بیان کی اچھی مثال بن سکتا ہے۔ چند مثالیں دیکھیے:

''سوسائٹی بھی کتنی شقاوت آمیز شرارت کا نام ہے''۔(۷)

”تعمیری کاروبار صرف تکملہء تخریب کے بعد ہی نہیں بل کہ کامیاب تخریب کے بعد شروع ہوتا ہے“۔(۸)

(ب)ساختی متوازیت(Constructional parallelism) :

ساختی متوازیت(Constructional parallelism) کے نمونے وہاں پائے جاتے ہیں جب دو یا دو سے زیادہ جملے یا جملے کے قریب الواقع اجزا نحوی ساخت کے اعتبار سے متوازی(Parallel)ہوں یعنی ان میں نحوی مماثلت یا مطابقت پائی جاتی ہو۔ساختی متوازیت میں عام طور پر الفاظ اور حروف(حروف عطف، حرف ربط وغیرہ) کی تکرار پائی جاتی ہے لیکن خالص ساختی متوازیت کا انحصار ان چیزوں پر نہیں ہوتا بل کہ جملوں یا فقروں کے نحوی سانچوں اور شکلوں کی تکرار پر ہوتا ہے۔ساختی متوازیت جزوی (Partial) بھی ہو سکتی ہے اور کلی (Total) بھی۔جزوی ساختی متوازیت میں کسی جملے کے دو یا دو سے زیادہ متواتر اجزا کی نحوی تکرار سے تشکیل پاتی ہے۔جب کہ کلی ساختی متوازیت میں ایک جملہ دوسرے جملے یا جملوں سے مکمل طور پر نحوی مطابقت رکھتا ہے۔کل ساختی متوازیت کو”توازن(Balance) “بھی کہتے ہیں۔(۹)

”دن ہے نہ رات اندھیرا ہے نہ اُجالا، اندھیرے میں اُجالا اُجالے میں اندھیرا، صباحت میں ملاحت، ملاحت میں صباحت۔“(۱۰)

”میری بشاشتوں، میری سرورطلبیوں اور میرے قہقہوں سے دھوکا نہ کھاؤ بیٹی میں اندر سے اس قدر زخمی ہوں، جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔“(۱۱)

۲۔نحویاتی تجزیہ

(ا) تکرار:

تکرار زبان میں جذباتی طرز پیدا کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہے اس کا استعمال تب ہوتا ہے جب گفت گو کرنے والا کسی جذباتی کیفیت میں ہوتا ہے اور متکلم کی جذباتی کیفیت کا اندازہ بھی اسی سے لگایا جاسکتا ہے جب بھی متکلم بات کرتا ہے تو اس کا دل جوش اور جذبے سے معمور ہوتا ہے تو اس جذبے اور جوش کی حالت میں اس کے لفظوں کا اتار چڑھاؤ جملوں اور فقروں کی ترتیب میں ادائیگی نیز گفت گو کے عام انداز اور لب ولہجہ میں فرق پیدا تو ہو جاتا ہے۔الفاظ، تراکیب اور جملوں میں تکرار پیدا ہو جاتی ہے۔جذباتی اور تاثراتی زبان سے تکرار کا گہرا لگاؤ اور تعلق ہے۔جوش اور جذبے کے اظہار کے علاوہ زبان کے بیان میں شدت پیدا کرنے کے لیے اور بیان کو پُر زور بنانے کے لیے بھی تکرار سے کام لیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ غصہ، عمل کی یکسانیت ،تھکن، بے زاری اور مایوسی کے اظہار کا کام بھی تکرار سے لیا جاتا ہے۔جوش ملیح آبادی کی نثر میں جہاں جذباتیت زیادہ ہے وہاں پر تکرار کے اچھے نمونے پڑھنے کو ملتے ہیں:

”اس سے پیش تر میں نے کبھی گاؤں دیکھا ہی نہ تھا، میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔“(۱۲)

”اتنے میں وہ بھرے ہوئے ساغر کی طرف گئی، پتلی پتلی اور لانبی لانبی سرخ انگلیوں سے اُس نے ساغر اٹھایا۔“(۱۳)

”وہ سونے کا وقت نکال کر، ہر وقت آدھے آدھے پیگ کے حساب سے، پیتے رہتے تھے اور گھسل گھسل کر بڑی سی انگنائی، بیٹھے بیٹھے طے کر کے بیت الخلا جاتے۔“(۱۴)

”مذہب، مذہب، مذہب،ایک غلغلہ ہے ایک شور غوغا ہے ایک طوفان ہے ایک ہنگامہ ہے ایک ہلچل ہے جو مذہب کے نام سے ہندستان کے طول و عرض میں جاری وساری ہے۔“(۱۵)

”آپ کے بغیر دہلی کیسی ”اجڑی اجڑی“ نظر آتی ہے قیامت تو یہ ہے کہ اب یہاں آپ ہیں نہ وہ......ہر وقت لانبی لانبی داڑھیوں کی چھاؤں میں چہکتے ہوں ۔ادھر ہم ہیں کہ نہ کوئی حبیب ہے نہ محبوبہ۔“(۱۶)

(ب)شماریت(Enumeration):

جوش ملیح آبادی کے اُسلوب کی ایک خصوصیت شماریت(Enumeration) بھی ہے۔یہ طرز بیان کا ایک انداز ہے جس میں مختلف اشیا یا افعال کا نام ایک ایک کر کے گنوایا جاتا ہے۔جس کے ذریعے ایک زنجیر سی بن جاتی ہے اور اس سے جملے کی نحوی ترکیب میں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔جن چیزوں کا نام یا ذکر کیا جاتا ہے وہ عموماً ایک ہی نسل یا قبیل سے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

تعلق رکھتی ہیں؛ ان کے درمیان ایک طرح کا معنیاتی ربط پایا جاتا ہے اور اس طرح کے بیان کسی بھی طرح تسلسل بیان کو مجروح بھی نہیں ہونے دیتے۔ ہم جوش کی نثر میں سے ان مثالوں کو پیش کرتے ہیں:

"انفس و آفاق یعنی تمام ذی حیات و غیر حیات، واحد العناصر، واحد الخیر، واحد القوام، واحد العلت، واحد النسل اور واحد الاصل ہیں۔" (۱۷)

"گالوں پر سرخی کے ہلکورے، آنکھوں میں گلابی ڈورے، چھریرا بدن تپلی کمر، گھنیرے بال، پتلے پتلے ہونٹ، لانبی لانبی پلکیں، بر میں ریشمی کرتہ، کرتے پر روئی بھری مخملی صدری، سر پر آڑی جرنیلی ٹوپی، ٹوپی کے گرد آگرے کا سنہرا فیتہ۔" (۱۸)

"اسی طرح ڈولیوں پالکیوں، نالکیوں، فنسوں، میانوں، ہواداروں، گھڑوں بند گوڑا گاڑیوں اور ہاتیوں کی سواریوں کے آگے لینڈوئیں، ٹمٹمیں، فٹنیں، موٹریں اور سائیکلیں غیر ثقہ سواریاں تھیں۔" (۱۹)

"ہر جگہ آپ کو معشوق بے وفا، قاتل، خونی، اغیار، رقیب نواز اور عاشق کش ہی ملے گا۔" (۲۰)

"مسلمانوں کی مخصوص عادات کی فہرست یوں شروع ہوتی ہے۔ حسد، رشک، بدگمانی، غیبت، کاہلی، تنگ نظری، دروغ گوئی، اسراف، لاف زنی، ناعاقبت اندیشی، اوہام پرستی اور غداری........." (۲۱)

"ہر چند زندگی تین عدد موذی میموں یعنی مسائل، معاشقے اور معاش میں گھری ہے۔" (۲۲)

جوش کے ہاں افعال کی شماریت کا ایک زبردست پیرایہ موجود ہے اس کی مثال دیکھیے:

"ذات و صفات کے تمام مسائل کو الٹوں، پلٹوں، پگھلاؤں، کھرچوں، کریدوں، ناپوں، تولوں، جانچوں پرکھوں، ٹھونکوں، بجاؤں، کوٹوں، چھانوں پھٹکوں، اساؤں، چھوؤں، چکھوں سونگھوں، بلواؤں، سنوں اور دیکھوں۔" (۲۳)

"ہم فطرت کا تصور نہیں کرسکتے، ہمارا اُٹھنا، ہمارا بیٹھنا، چلنا پھرنا، ملنا جلنا، کھانا پینا، غرض زندگی کا ہر کام اس قدر بناوٹی اور غیر فطری ہو گیا ہے۔" (۲۴)

جوش کی نثر میں اوپر بیان کی گئی امثال کے علاوہ اسما اور افعال پر مشتمل بہت ساری دوسری مثالیں بھی ملتی ہیں مگر اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان مثالوں پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

(د) تضاد (Antithesis):

جوش ملیح آبادی تمام اشیا یا مظاہر کو ایک منفرد انداز میں بیان کرنے کے لیے دوسری اشیا میں یا مظاہر میں مماثلت یا تناسب کے علاوہ ان میں تضاد (Antithesis) کو بھی تلاش کرتے ہیں۔ ان کے ہاں تضاد منطقی بھی ہوتا ہے اور اُسلوبیاتی بھی، منطقی تضاد کسی بھی طرح کے دو لفظوں میں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں دیکھا جا سکتا ہے اور انھیں قواعد میں متضاد الفاظ (Antoyms) کہتے ہیں مثلاً خیر و شر، نیک و بد، صبح و شام، شام و سحر، لیل و نہار، زمین و آسمان یا آگے پیچھے، اُوپر نیچے، مد و جزر وغیرہ لیکن اُسلوبیاتی تضاد خالی متضاد الفاظ کے استعمال میں پیدا نھیں ہوتا ہے بل کہ یہ ان کے استعمال میں جدت سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا ایک مقصد دو چیزوں میں تقابل بھی ہے۔ جوشؔ کی نثر سے ہم منطقی تضاد اور اُسلوبیاتی تضاد کی مثالیں پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے کس طرح ان کا استعمال کیا ہے:

"گدا سے لے کر شاہ تک اور خرابات سے لے کر خانقاہ تک، دنیا کے ہر سرا اور ہر در پر موت کا خونی گدھ منڈلا رہا ہے۔" (۲۵)

"شاعری آب گینہ ہے اور ترجمہ گھن، شاعری شیشہ ہے اور ترجمہ پتھر، شاعری حباب ہے اور ترجمہ ہوائے تند کا تھپڑا۔" (۲۶)

"مَیں نے تو آپ کو اپنی مادری زبان میں خط لکھا لیکن آپ نے اس کا جواب اپنی پدری زبان میں تحریر فرمایا ہے۔" (۲۷)

"عجیب کش مکش ہے گھر کو مقفل کرنا سوء ظن ہے اور گھر کو غیر مقفل رکھنا حماقت ہے۔" (۲۸)

JAHAN E TAHQEEQ جہانِ تحقیق
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

”پرانا ہلا کو بے رحم تھا اس لیے وہ اعلانیہ خون بہاتا رہتا تھا، نیا ہلا کو رحم دل واقع ہوا اس لیے اس خوب صورتی سے قتل کرتا ہے کہ مقتول کے خون کی ایک بوند بھی زمین پر نہیں گرنے پاتی۔“(۲۹)

”شائق صاحب اسماً غلط و مزاجاً صحیح، مولانا صاحب بظاہر معمر و طبعاً معصوم اور جوش ملیح آبادی جسمانی زندہ و روحانی مردہ۔“(۳۰)

”تمھارا بظاہر بشاش اور بباطن افسردہ باپ۔“(۳۱)

”دیکھیے اب آپ کی زیارت کب ہوتی ہے، آپ لن ترانی، پر مصر رہیں، میں رب ارنی کے نعرے لگاتا رہوں گا۔“(۳۲)

ان اقتباسات میں تضاد کی بڑی عمدہ مثالیں پیش کی گئی ہیں جن کو نحوی انداز میں بھی احسن طور پر برتا گیا ہے۔

”ہائے جن چھجوں پر زلفیں لہرایا کرتی تھیں، وہاں مداڑھے پھنکارے جا رہے ہیں........جہاں چاندنی رہا کرتی تھی وہاں دھوپ بسا دی گئی ہے۔“(۳۳)

ان جملوں میں ساختی تضاد میں دیکھیے کہ متوازی ساختے ایک دوسرے کی ضد ہیں:

جہاں........وہاں

چاندنی........دھوپ

رہا کرتی تھی.........بسا دی گئی ہے

”بہترین مردے کی قبر پر سونا چڑھانے سے کہیں بہتر ہی کہ ایک بدترین زندہ آدمی کو تشنگی کے وقت پانی پلا دیا جائے۔“(۳۴)

اس متوازی ساختے میں بھی کافی الفاظ ایک دوسرے کے متضاد استعمال ہوئے اور معنیاتی انداز میں بھی خوب صورتی پائی جاتی ہے:

بہترین........بدترین

مُردے........زندہ آدمی

سونا چڑھانے سے.......پانی پلا دیا جائے

”پرانا ہلا کو جسموں پر حملہ کرتا ہے نیا ہلا کو جسموں کا احترام کرتا ہے لیکن روحوں کو کچل کر رکھ دیتا ہے۔“(۳۵)

اس متوازی ساختیے میں بھی تضاد کی عمدہ صورت پیدا ہوتی ہے:

پرانا ہلا کو.......نیا ہلا کو

جسموں......روحوں

حملہ کرتا ہے......کچل کر رکھ دیتا ہے

”آپ پانی بھری بوتلوں پر دم فرماتے ہیں، میں آگ بھرے ساغروں پر دم دیتا ہوں۔“(۳۶)

”نااہلوں کو ملازمت ملتی ہے اور اہل منھ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔“(۳۷)

نااہلوں .... اہل

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

ملازمت ملتی ہے..........منھ دیکھتے رہ جاتے ہیں

اس پورے جملے میں صرف (کو) کے علاوہ تمام لفظ ہر ایک متضاد ہیں اور یہ متوازی ساخت بھی اُسلوبیاتی تضاد کی عمدہ مثال ہے۔

۳۔معنیاتی تجزیہ

جب کلام کرنے کے لیے لفظوں کا انتخاب کیا جاتا ہے تو انھیں آپس میں جوڑنا اور ترکیب دینا بھی پڑتا ہے لیکن یہ عمل اتنا آسان نہیں کیوں کہ ایک لفظ کو دوسرے لفظ کے ساتھ ترکیب دیتے وقت متکلم پر بہت سی ذمہ داریاں اور پابندیاں عائد ہوتی ہیں مثلاً ہمارا لسانی شعور یہ کہتا ہے کہ "لمبی رسی" "اُونچا درخت یا اُونچا پہاڑ" یہ ترکیبیں بالکل درست ہیں۔اس کے برعکس اگر ہم "لمبا درخت" اور "اُونچی رسی" کہیں گے یہ معنیاتی اور قاعدہ کی رو سے بے میل اور بے قاعدہ سمجھا جائے گا کیوں کہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جسامت کے لحاظ سے جو چیز عمودی یعنی کھڑی ہوتی ہے اس میں اُونچائی ہوتی ہے اور جو چیز افقی یا پڑی ہوئی ہے اس میں لمبائی پائی جاتی ہے اس حوالے سے لمبی رسی، لمبا راستہ یا لمبی پنسل کہنا درست ہو گا اُونچی پنسل اُونچا راستہ یا اُونچی رسی کہنا درست نہ ہو گا۔انتخاب لفظ کے سلسلے میں اس کو انتخابی پابندی کہیں گے۔اگر کوئی شخص یا فرد ان ضابطوں اور پابندیوں کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ لسانی نارم (Norm) سے انحراف کا مرتکب ہوتا ہے۔پابندیاں ہمیں معنیاتی اعتبار سے دو بے میل (Incompatible) الفاظ یا کلموں کو باہم ترکیب دینے سے روکتی ہیں۔اس کو ایک اور مثال کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے۔

> ہنسنا ایک انسانی جبلت یا عادت ہے مثلاً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بچہ ہنس دیا،لڑکے ہنسنے لگے یا مجھے ہنسی آگئی لیکن بے جان اشیا کے لیے لفظ "ہنسنا" استعمال نہیں کیا جا سکتا۔اس کی مثال ہم یوں پیش کر سکتے ہیں کہ کرسی ہنسنے لگی یا کمرے کو ہنسی آگئی۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ انتخابی پابندیوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم کرسی، کمرہ یا اسی طرح کے اور بہت سے الفاظ کے ساتھ لفظ "ہنسنا" اور اس کی تصریفی شکلوں کو ترکیب نہیں دے سکتے۔اگر ہم ایسا کرتے ہیں یہ انتخابی پابندیوں یا ضابطوں سے انحراف تصور کیا جائے گا اور زبان میں بے قاعدگی (Anomaly) کا موجب قرار پائے گا لیکن اَدب اور خصوصاً شاعری میں اس قسم کے انحراف کو پسندیدہ نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور انھیں اظہار کی جدت، انوکھے پیرایۂ اظہار، الفاظ کے نئے تلازمات اور نئے لسانی سانچوں کی تشکیل سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہی چیزیں مصنف یا شاعر کے اُسلوب کی انفرادیت کی ضامن قرار پاتی ہیں:۔(۳۸)

شاعری میں لسانی انحراف کی مثالیں تو اکثر مل جاتی ہیں اور ان کو بیان کرنا بھی آسان ہوتا ہے لیکن نثر میں ایسا کام نہایت دقیق اور مشکل ہوتا ہے مگر جوش ملیح آبادی کی نثر میں انتخابی ضابطوں سے انحراف نے ان کی نثر میں شعر جیسی دل کشی پیدا کر دی ہے اس ضمن میں ان کی نثر کے چند نمونے دیکھیے:

"چند لمحوں کے بعد پھر یہ دیکھا کہ مشرق کا گریبان مسکنے لگا اور مسکتے مسکتے چر سے پھٹ گیا۔"(۳۹)

"آسمان دائرہ بجانے لگا، زمین چوڑیا کھنکانے لگی، جھیل نے انگڑائی لی۔"(۴۰)

"ملائمیت کا تو یہ عالم تھا کہ ان کو صرف ہونٹوں اور تالو سے کھایا اور نظر کی حرارت سے پگھلایا جا سکتا تھا۔"(۴۱)

"وہ غیور بڑی بی، جب کانپتے ہاتھوں سے دعائیں دے کر دُور چلی گئیں، تو میرے ایمان کی پنڈلیاں کانپنے لگیں۔"(۴۲)

"میں نے کن انکھیوں سے اُس کو دیکھا، اور شیشے کی طرح درکتی آواز میں رک رک کر اُس سے کہا۔"(۴۳)

"چاندنی دھندلا چلی ہے، سردی ابھی تک اس قدر تیز نہیں کہ ہڈیوں میں چبھے، صرف بدن کی جلد پر منھ ڈال رہی ہے۔سناٹا باتیں کر رہا ہے۔"(۴۴)

"خط ملا۔نسیم کا جھونکا آیا ذہن کی شاخوں کو لچکایا اور غنچۂ خاطر کو چٹکایا۔"(۴۵)

"ہمارے خون میں درہ خیبر کی شعلہ بار دوپہر مچلتی رہی اور ہمارے سروں پر اودھ کی سلونی شام، گل باریاں کرنے لگی۔"(۴۶)

جوش کی نثر میں سے اختصار کی کو ملحوظ رکھتے ہوئے جن منفرد کلامیوں اور بیانیوں کو معنیات کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔یہ ان کی نثر میں موجود اسلوبیاتی اور لسانیاتی کلامیوں کا عشر عشیر بھی نہیں ہے لیکن ان کلامیوں میں ان کی انشاء پردازی کے منفرد بیانیے دیکھیں ایک جگہ پر وہ موسم کی تبدیلی کا ذکر کرنا چاہتے ہیں "آسمان دائرے بجانے لگا، زمین چوڑیا کھنکانے لگی اور جھیل نے انگڑائی لی" ان تینوں کلامیوں میں جوش نے طے شدہ نارم سے انحراف کرتے ہوئے آسمان، زمین اور جھیل سے انسانی افعال انجام دلائے ہیں۔یہ تینوں مظاہر قدرت چلتے

پھرتے انسانوں کی ردعمل دے رہے ہیں۔چند کلامیے دیکھیں ”ایمان کی پنڈلیاں کانپنا، مشرق کا گریبان مسکنے لگا، مسکتے مسکتے چر سے پھٹ گیا، ذہن کی شاخوں کو لچکا یا چٹکایا، سردی بدن کی جلد پر منھ ڈال رہی ہے، شیشے کی طرح درکتی آواز“ ایمان کی پنڈلیاں، مشرق کا گریبان اور ذہن کی شاخیں ایسے بیانیے شاعری میں آجائیں تو وہ شاعر اور اس کی شعریات کو لسانی اعتبار سے دوسرے شعرا پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ نثر میں ایسی زبان و بیاں محدود ے لوگوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔ ان کلامیوں میں خوب صورت طرز ادا کی وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو جوش کی نثر کو عظیم نثر نگاروں کی صف شامل کرنے کے لیے کافی ہیں۔

بہ حیثیت مجموعی جب ہم جوش کی نثر کا جائزہ لیتے ہیں تو لسانیاتی اور اسلوبیاتی سطح پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ جوش جملوں کے بیان ، لفظوں کے انتخاب اور لفظوں کی صوتی رمزیت کے اسرار رموز سے خوب واقف ہیں۔ ان کی نثر کے صوتیاتی تجزیے میں صوتی رمزیت ، تجنیس صوتی اور قافیہ بندی سے منفرد صوتی خصائص سامنے آئے ہیں۔ نحوی تجزیے میں عکس ترتیب، ساختی متوازیت، جزوی ساختی متوازیت اور کلی ساختی متوازیت، تکرار، تضاد اور شماریت کے ذریعے ان کی نثر میں سے منفرد کلامیے پیش کیے گئے ہیں۔ جملوں کی ترتیب، ترکیب اور ان کے نادر بیان کی مثالوں کی وجہ سے جوش کی نثر کے کئی منور پہلو سامنے آئے ہیں۔معنیاتی تجزیہ میں جوش کی نثر میں سے لسانی نارم سے انحراف اور قواعد کی پابندیوں سے اعراض کی مثالیں سامنے آئی ہیں جو زبان کے عام بیان میں عیب ہے لیکن تخلیقی زبان کی صورت میں ان لسانی اور قواعدی انحرافات کو تخلیق کار کے طرز بیان کی خوبی اور اچھائی تصور کیا جاتا ہے۔ جوش کی نثر کا اسلوب کثرت الفاظ کے ساتھ ساتھ کثرت معانی سے ہم آہنگ ہے غالباً الفاظ و معانی کا یہ وفور اور بہاؤ ان کی نثر کی پہچان ہے۔ جوش کی نثر اظہار کے ان جدت پسند کلامیوں کی وجہ سے تخلیقی نثر کہلانے کی مستحق ٹھہرائی جاسکتی ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی، جوش ملیح آبادی شخصیت کے چند اہم پہلو، مشمولہ، افکار جوش نمبر، کراچی، ج ۱۷، شمارہ ۲۳۰۔ ۱۲۲ (اکتوبر، نومبر ۱۹۶۱ء) ص ۱۶۶،

۲۔ خلیق انجم، مرتب، جوش ملیح آبادی تنقیدی جائزہ، نئی دلی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۹۲ء ص ۲۳۳

۳۔ قمر رئیس، مرتب، جوش ملیح آبادی خصوصی مطالعہ، دلی: سیمینار کمیٹی ۱۹۹۳ء ص ۲۹۱

۴۔ قمر رئیس، مرتب، جوش ملیح آبادی خصوصی مطالعہ، دلی: سیمینار کمیٹی ۱۹۹۳ء ص ۲۸۷

۵۔ سحر انصاری، مرتب: مقالاتِ جوش، کراچی: اُردو محل، ۱۹۸۲ء، ص، ۱۴۳

۶۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر و ادب، ۱۹۷۵، ص، ۷۲

۷۔ سحر انصاری، مرتب: مقالاتِ جوش، کراچی: اُردو محل، ۱۹۸۲ء، ص، ۲۲۴

۸۔ سحر انصاری، مرتب: مقالاتِ جوش، کراچی: اُردو محل، ۱۹۸۲ء، ص، ۱۸۷

۹۔ مرزا خلیل احمد بیگ، تنقید اور اُسلوبیاتی تنقید، علی گڑھ: شعبہ لسانیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، ۲۰۰۵ء؛ ص، ۱۳۲

۱۰۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر و ادب، ۱۹۷۵، ص، ۴۸

۱۱۔ راغب مراد آبادی، خطوطِ جوش، کراچی: ویلکم بک پورٹ، ۱۹۹۸ء، ص، ۱۲۵

۱۲۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر و ادب، ۱۹۷۵، ص، ۳۱

۱۳۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر و ادب، ۱۹۷۵، ص، ۱۸۱

۱۴۔ سحر انصاری، مرتب: مقالاتِ جوش، کراچی: اُردو محل، ۱۹۸۲ء، ص، ۵۰۶

۱۵۔ سحر انصاری، مرتب: مقالاتِ جوش، کراچی: اُردو محل، ۱۹۸۲ء، ص، ۳۳۳

۱۶۔ راغب مراد آبادی، خطوطِ جوش، کراچی: ویلکم بک پورٹ، ۱۹۹۸ء، ص، ۴۱

۱۷۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۲۱
۱۸۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۴۹
۱۹۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص: ۱۸۴
۲۰۔ سحر انصاری، مرتب: مقالاتِ جوش، کراچی: اُردو محل، ۱۹۸۲ء، ص، ۷۶
۲۱۔ سحر انصاری، مرتب: مقالاتِ جوش، کراچی: اُردو محل، ۱۹۸۲ء، ص، ۲۵۲
۲۲۔ راغب مرادآبادی، خطوطِ جوش، کراچی: ویلکم بک پورٹ، ۱۹۹۸ء، ص، ۵۸
۲۳۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص: ۱۷
۲۴۔ سحر انصاری، مرتب: مقالاتِ جوش، کراچی: اُردو محل، ۱۹۸۲ء، ص، ۲۲۳
۲۵۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۲۵
۲۶۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۱۹۷
۲۷۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۵۱۶
۲۸۔ سحر انصاری، مرتب: مقالاتِ جوش، کراچی: اُردو محل، ۱۹۸۲ء، ص، ۴۲۔۴۱
۲۹۔ سحر انصاری، مرتب: مقالاتِ جوش، کراچی: اُردو محل، ۱۹۸۲ء، ص، ۳۱۰
۳۰۔ راغب مرادآبادی، خطوطِ جوش، کراچی: ویلکم بک پورٹ، ۱۹۹۸ء، ص، ۹۷
۳۱۔ راغب مرادآبادی، خطوطِ جوش، کراچی: ویلکم بک پورٹ، ۱۹۹۸ء، ص، ۱۲۷
۳۲۔ راغب مرادآبادی، خطوطِ جوش، کراچی: ویلکم بک پورٹ، ۱۹۹۸ء، ص: ۱۳۷
۳۳۔ راغب مرادآبادی، خطوطِ جوش، کراچی: ویلکم بک پورٹ، ۱۹۹۸ء، ص: ۹۱
۳۴۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۱۸۹
۳۵۔ سحر انصاری، مرتب: مقالاتِ جوش، کراچی: اُردو محل، ۱۹۸۲ء، ص، ۳۱۰
۳۶۔ سحر انصاری، مرتب: مقالاتِ جوش، کراچی: اُردو محل، ۱۹۸۲ء، ص: ۳۰
۳۷۔ راغب مرادآبادی، خطوطِ جوش، کراچی: ویلکم بک پورٹ، ۱۹۹۸ء، ص، ۱۵۲
۳۸۔ مرزا خلیل احمد بیگ، تنقید اور اُسلوبیاتی تنقید، علی گڑھ: شعبہ لسانیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، ۲۰۰۵ء؛ ص، ۱۴۱۔۱۴۰
۳۹۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۶۰
۴۰۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۷۵
۴۱۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۸۷
۴۲۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۱۷۳
۴۳۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۶۲۸
۴۴۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۱۰۳
۴۵۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر واَدب، ۱۹۷۵، ص، ۱۴۱

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

۴۶۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی برات، لاہور: مکتبہ شعر و ادب، ۱۹۷۵ء، ص ۲۸